

## شاہ ولی اللہ دہلوی کی تصنیفات کے خطی نسخے (پاکستان کے کتب خانوں میں)

سیرا نثر ☆

بارہویں صدی ہجری / اٹھارہویں صدی عیسوی میں جن اہل علم و دانش نے امت مسلمہ اور بالخصوص مسلمانانِ برصغیر کی فکری رہنمائی کی، اور جن کے خیالات کی چھاپ عہد حاضر کی مسلم سوچ پر نمایاں ہے، ان میں سے ایک شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۱۷۶ھ) ہیں۔ شاہ صاحب کے علمی سرمائے سے مسلسل استفادہ کیا جا رہا ہے، اور اس کی نشر و اشاعت کے لیے ادارے قائم ہیں۔<sup>(۱)</sup> یہ ادارے جہاں شاہ صاحب کے فکر و فلسفہ پر اہل علم کی کاوشیں شائع کر رہے ہیں، وہیں شاہ صاحب کی تصنیفات تصحیح و تحقیق کے جدید معیار پر شائع کرنے، اور ان کے مستند تراجم فراہم کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ اس حوالے سے ضروری ہے کہ شاہ صاحب کی تصنیفات کے خطی نسخوں کی نشان دہی کی جائے تاکہ اہل تحقیق صحیح تر متن کی تعیین کر سکیں۔

برصغیر میں مطالع کے رواج کے ساتھ ہی شاہ صاحب کی تصنیفات شائع ہونے لگی تھیں۔ جن مطالع نے شاہ صاحب کی تصنیفات بطور خاص شائع کیں، ان میں غالباً مطبع احمدی۔ ہوگی کو زمانی فوقیت حاصل ہے۔ اس مطبع سے سید احمد شہید کی تحریک اصلاح و جہاد سے وابستہ اہل قلم کی کتابوں کے ساتھ شاہ صاحب کی تصنیفات اور ان کے تراجم شائع ہوئے تھے۔ یہ مطبع مولوی سید عبداللہ بن میر بہادر علی حسینی نے قائم کیا تھا۔ میر بہادر علی حسینی فورٹ ولیم کالج۔ کلکتہ کے نامور مؤلف و مترجم تھے، ان کے صاحبزادے مولوی سید

عبداللہ نے علوم متداولہ کی باقاعدہ تحصیل کی تھی اور سید احمد شہید کے مرید تھے، ان کے ہمراہ ۱۲۳۷-۱۲۳۹ھ میں حج کا سفر کیا تھا، واپسی پر ہوگی میں انہوں نے یہ مطب قائم کیا۔ مولوی سید عبداللہ کا ۱۲۶۵ھ میں انتقال ہوا۔<sup>(۲)</sup>

مطب احمدی- ہوگی سے ”الفوز الکبیر فی اصول التفسیر“ (اشاعت ۱۲۳۹ھ)، ”فتح الخیر“ (اشاعت ۱۲۳۹ھ)، ”چہل حدیث“ (باترجمہ اردو، اشاعت ۱۲۵۳ھ) اور ”وصیت نامہ مع رسالہ دانش مندی“ (بدون تاریخ) شائع ہوئی تھیں۔

دوسرا مطب جس نے تیرہویں صدی ہجری کے نصف آخر میں شاہ صاحب کے علمی سرمائے کی اشاعت کی، اور جسے اس حوالے سے مطب احمدی- ہوگی پر برتری حاصل ہے کہ اس نے شاہ صاحب کی ضخیم اور نسبتاً اہم تر کتابیں پیش کیں، وہ مولانا محمد احسن نانوتوی (م ۱۳۱۲ھ) کا قائم کردہ مطب صدیقی- بریلی تھا۔<sup>(۳)</sup> اس مطب سے ”ازلۃ الخفا عن خلفۃ الخلفاء“ (اشاعت ۱۲۸۶ھ) اور ”حجۃ اللہ البالغۃ“ (اشاعت ۱۲۸۶ھ) پہلی بار شائع ہوئی تھیں۔

ان مطالع کے بعد خانوادہ شاہ ولی اللہ کے ایک فرد مولوی سید ظہیر الدین احمد ولی اللہی نے اس میدان میں قدم رکھا۔ مولوی صاحب شاہ رفیع الدین کے نواسے کے پوتے تھے۔ انہوں نے دہلی میں غالباً چودہویں صدی ہجری کے بالکل آغاز میں ”مطب احمدی“ قائم کیا اور ۲۰-۲۲ برس شاہ ولی اللہ اور ان کے اغلاف کی تحریریں شائع کرتے رہے۔<sup>(۴)</sup> ان کی شائع کردہ کتب میں شاہ ولی اللہ کی یہ تصانیف شامل ہیں: ”الارشاد الی مہمات الاساد“ (اشاعت ۱۳۰۷ھ)، ”سطعات“ (اشاعت ۱۳۰۷ھ)، ”الطاف القدس“ (باترجمہ اردو، اشاعت ۱۳۰۷ھ)، ”ہوامح“ (اشاعت ۱۳۰۷ھ)، ”مکتوبات مع مناقب امام بخاری“ (اشاعت ۱۳۰۸ھ)، ”فیوض الحرمین“ (باترجمہ اردو، اشاعت محرم ۱۳۰۸ھ)، ”الاغنیاء فی سلاسل اولیاء اللہ“ (اشاعت ۱۳۱۱ھ)، ”انفاس العارفين“ (اشاعت بدون تاریخ)، حسن العقیدہ (اشاعت بدون تاریخ)۔

مولانا محمد احسن نانوتوی کے ریبیب مولوی عبدالاحد (م ۱۳۳۸ھ) نے فشی ممتاز علی بن شیخ احمد علی سے مطب مجتہائی- دہلی خریدا تو مطب صدیقی- بریلی کی روایت کے بموجب اس

نے بھی شاہ صاحب کی تصنیفات کی اشاعت پر توجہ مرکوز کی، اس نے مولانا محمد احسن نانوتوی کے قلم سے ”الانصاف فی بیان سبب الاختلاف“ کا ترجمہ ”کشاف“ (اشاعت ۱۳۰۷ھ) اور ”عقد الجید“ کا ترجمہ ”سلک مروارید“ (اشاعت ۱۳۰۹ھ) شائع کیا۔ مزید برآں ”قرۃ العینین“ (اشاعت ۱۳۱۰ھ)، ”کشف العینین فی شرح رباعین“ (اشاعت ۱۳۱۰ھ)، ”قصیدہ الطیب النغم“ (اشاعت ۱۳۰۸ھ)، اور ”قصیدہ ہمزیہ“ (اشاعت ۱۳۰۸ھ) مطبع مجتہائی کی مطبوعات میں شامل ہیں۔

مولانا محمد انور شاہ کاشمیری (م ۱۳۵۱ھ) اور ان کے احباب و تلامذہ کی کوششوں سے ۱۳۳۸ھ میں مجلس علمی-ڈابھیل کی داغ بیل پڑی، اس ادارے نے بھی شاہ صاحب کی کتابوں میں دلچسپی لی۔ اس کی جانب سے ”الخیر الکثیر“ (اشاعت ۱۳۵۳ھ)، ”البدور البازغہ“ (اشاعت ۱۳۵۳ھ) اور ”تہمات الہیہ“ (اشاعت ۱۳۵۵ھ) شائع ہوئیں۔

شاہ صاحب کے ان ناشرین کو شاہ صاحب کی کتابیں شائع کرتے ہوئے یہ دقت پیش آئی کہ کتابوں کے خطی نسخے کچھ زیادہ تعداد میں انہیں ہم دست نہ ہو سکے۔ مطبع احمدی-ہوگی نے جب ”فتح الخیر“ شائع کی تو ناشر کے سامنے اس کا واحد نسخہ تھا۔ (۵) مولانا محمد احسن نانوتوی نے ”حیۃ اللہ البازغہ“ شائع کی تو ان کے سامنے چار نسخے تھے۔ (۶) ”ازلۃ الخفا“ کے متن کی تصحیح و تصحیح تین نسخوں کے تقابل سے کی گئی تھی، (۷) ”البدور البازغہ“ کی اشاعت کے لیے مجلس علمی کو تین نسخے ملے تھے۔ (۸) ”قرۃ العینین“ کی اشاعت مجتہائی صرف ایک نسخے پر مبنی تھی۔

گزشتہ صفحات میں جن مطالع اور ناشرین کا ذکر کیا گیا ہے، یہ کلکتہ، بریلی، دہلی اور ڈابھیل میں واقع تھے۔ اصحاب مطالع نے اپنے اپنے حلقہ اثر میں شاہ صاحب کی تصنیفات کے خطی نسخے تلاش کیے، اور اپنے ذاتی مزاج، ذوق اور معیار تحقیق کے مطابق کبھی ایک ہی نسخے پر اکتفاء کیا، اور کبھی دو تین نسخے دیکھ لیے۔ ایک صدی پیشتر غالباً دور دراز کے دیہات میں موجود خطی نسخوں تک رسائی، ان کے مالکوں سے ان کا حصول یا خطی نسخوں کی نقول کی فراہمی آسان نہ تھی۔ گو شاہ صاحب اور ان کے خاندانے کی فیض رسانی کے نتیجے

میں شاہ صاحب کی تصنیفات برصغیر میں دور دور تک پہنچ گئی تھیں، اور بالخصوص ان خطوں میں جہاں مسلمان اپنی مقامی زبانوں کے لیے فارسی و عربی رسم الخط استعمال کرتے ہیں۔  
 برصغیر کا جو خطہ آج مملکت خداداد پاکستان کہلاتا ہے، اس کی مقامی زبانیں عربی و فارسی رسم الخط ہی میں لکھی جاتی ہیں، نیز اس خطے سے شاہ صاحب کا گہرا تعلق تھا، ان کی تعلیم، نیز ان کے فکر و دانش کی تشکیل میں اس خطے کے اہل علم کا ایک حصہ ہے۔ شاہ صاحب کے اساتذہ میں حاجی محمد فاضل سندھی کا نام شامل ہے جن سے انہوں نے تجوید و قراءت میں استفادہ کیا تھا۔ شاہ صاحب نے اپنے استاد کا ذکر ”فتح الرحمن“ کے مقدمے میں ان الفاظ میں کیا ہے:

قال العبد الضعیف ولی اللہ بن عبدالرحیم عفی عنہ قرات القرآن کلہ من اولہ الی آخرہ بروایت حفص عن عاصم علی الصالح الثقة حاجی محمد فاضل السندی ۱۱۵۴ھ قال تلوتہ الی آخرہ بروایت حفص علی الشیخ عبدالخالق شیخ القراء بمحروستہ دہلی۔<sup>(۹)</sup>

(بندہ ضعیف ولی اللہ بن عبدالرحیم عفی عنہ نے کہا کہ میں نے قرآن مجید اول تا آخر بروایت حفص بن عاصم، صالح ثقہ حاجی محمد فاضل سندھی سے ۱۱۵۴ھ میں پڑھا، اور انہوں نے اسے اول سے آخر تک بروایت حفص دارالسلطنت دہلی کے شیخ القراء شیخ عبدالخالق سے پڑھا۔)

شاہ صاحب کے اس اقتباس سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ حاجی محمد فاضل سندھی، زیارت حرمین سے فیض یاب تھے، اور وہ شیخ القراء شیخ عبدالخالق کے شاگرد تھے، مگر کتب رجال و تذکرہ سے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ سندھ میں کس گوشہ یا ٹنڈو کے رہنے والے تھے، کب دہلی گئے، اور کب فوت ہوئے۔ ان سے کوئی کتاب یادگار ہے یا نہیں؟

شاہ صاحب ۱۱۴۳ھ میں (بہ عمر ۲۷ سال) بغرض حج ارض حجاز روانہ ہوئے تھے۔ انہوں نے یہ سفر پنجاب اور سندھ کے راستے کیا تھا، لاہور میں ان کا قیام حاجی محمد سعید (۱۱۶۲ھ) کے مدرسے میں رہا تھا۔ حاجی محمد سعید اپنے وقت کے معروف متصوف اور جید عالم تھے۔ وہ پہلے قادری سلسلے میں بیعت تھے، پھر شیخ محمد اشرف لاہوری (۱۱۰۴ھ) سے

شطاری سلسلے میں بیعت ہوئے اور حافظ سعد اللہ مجددی نے انہیں نقشبندی سلسلے میں اجازت بیعت دی تھی۔ حاجی محمد سعید کی تصنیفات میں ”تفسیر مبین“، ”رسالہ اذکار قادریہ“، ”رسالہ درمیان ظہور“، ”تنزلات“، ”رسالہ ہمہ اوست“، ”قائد الانام الی بیت الحرام“ اور ”مکتوبات“ کا ایک مجموعہ شامل ہے۔ اخوند محمد رفیع پشوری نے ان کے ملفوظات ”قران السعدین“ کے نام سے مرتب کیے ہیں۔<sup>(۱۰)</sup>

شاہ صاحب نے لاہور کے مختصر قیام کے دوران میں حاجی محمد سعید سے شطاری سلسلے کے بزرگ محمد غوث گوالیاری (م ۱۹۷۰ھ) کی تالیف ”جواہر خمسہ“ کے اعمال کی اجازت حاصل کی تھی۔<sup>(۱۱)</sup>

شاہ صاحب کے سفر حج میں ان کے نیاز مندوں کی ایک جماعت ان کے ہمراہ تھی، سفر حج میں شاہ صاحب کے ساتھی، ان کے برادر نسبتی اور ان کے اولیس سوانح نگار شاہ محمد عاشق پھلتی (م ۱۱۸۷ھ) کے بقول دوران سفر میں ان کے گرد علامتہ الناس کا ہجوم رہتا تھا: ”از ہمہ جا علماء و طلبہ خیر مقدم فیض لزوم ایساں شنیدہ می دیدند و سعی ہای نمودند“۔<sup>(۱۲)</sup>

نسرپور (نزد ٹھٹھہ) میں سندھ کے متعدد علماء دور دور سے آ کر ان سے بیعت ہوئے اور انہوں نے شاہ صاحب سے اوراد و اشغال کی اجازت حاصل کی۔<sup>(۱۳)</sup> اس سفر کے بعد سندھ کے جن اہل علم نے شاہ صاحب سے رہنمائی حاصل کی، ان میں ہدایت اللہ قوی اور سید محمد خان سندھی کے ناموں کا ذکر شاہ محمد عاشق پھلتی نے کیا ہے۔<sup>(۱۴)</sup> ایک دوسرے نمایاں اور معروف فرد مخدوم محمد معین قوی (۱۰۹۳-۱۱۶۱ھ) ہیں۔ مخدوم محمد معین بلند پایہ عالم، صوفی اور شاعر تھے۔ ان کی چھوٹی بڑی ۲۰ تصنیفات میں ”دراسات الجلیب فی الاسوۃ الحسنہ بالجلیب“ معروف ہے۔ مخدوم صاحب مذہب فقہ کی تقلید سے انکار کرتے تھے اور عمل بالحدیث کے داعی تھے، مگر نظریہ وحدت الوجود کے پرچوش مبلغ تھے، اور اس حوالے سے شیخ اکبر ابن عربی کے شیدائی تھے، اور اسی نسبت سے امام ابن تیمیہ کے شدید دشمن تھے۔ اہل بیت کی محبت میں ان کا یہ حال تھا کہ حضرت حسینؑ کا ماتم کرتے تھے، اور حضرت معاویہؓ کی تنقیص میں بہت سخت تھے۔ مروان کو کافر گردانتے تھے۔ ابو طالب کے ایمان کے قائل تھے۔ خلفائے راشدین کی فضیلت میں ان کا معیار اہل سنت سے الٹ تھا۔ ان کے نزدیک

حضرت علیؑ امت میں سب سے افضل ہیں، ان کے بعد حضرت عثمانؓ، پھر حضرت عمر فاروقؓ اور آخر میں حضرت ابوبکرؓ کا درجہ ہے۔ حضرت فاطمہؓ کو حضرت رسول اکرمؐ کے متروکہ اموال کا وارث مانتے تھے۔

مخدوم محمد معین سندھی، عمر میں شاہ صاحب سے تقریباً بیس سال بڑے تھے۔ انہوں نے شاہ صاحب سے بطور شاگرد تو شاید استفادہ نہ کیا ہو، مگر انہوں نے دہلی جا کر شاہ صاحب سے اجازت روایت ضرور حاصل کی (۱۵) جس کا ذکر انہوں نے اپنی تحریروں میں کیا ہے۔ (۱۶) مخدوم محمد معین کے نام شاہ صاحب کے متعدد مکتوبات ہیں، ان میں سے ایک مکتوب کا عنوان ہے: ”[مکتوب] مضمّن کشف شبہات و رفع ایراد ایشاں [مخدوم محمد معین] در کلام تقی الدین احمد ابن تیمیہ حنبلی و بیان فضائل و تنویہ شان او در زمرہ سائر علمائے اہل سنت و جمعی کہ زبان طعن در حق وے دراز کنند۔۔۔“ (۱۷)

ٹھٹھہ کے قریب اگم کوٹ کے رہنے والے ایک اور سندھی بزرگ محمد شریف بن خیر اللہ بن عبدالنقی سندھی دہلی جا کر شاہ صاحب سے بیعت ہوئے تھے۔ شاہ صاحب نے انہیں ارشاد و تلقین کے بعد ۱۱۵۳ھ میں سند دی۔ (۱۸) محمد ہاشم بن شیخ محمود تحوی نام کے ایک کاتب کا لکھا ہوا نسخہ ”کشف الغیب فی شرح رباعین“ عجائب گھر کراچی میں محفوظ ہے۔ (۱۹) یہ نسخہ شاہ صاحب کی زندگی میں ۲۵ صفر ۱۱۵۰ھ کو مکمل ہوا، اور بقول کاتب مؤلف کے نسخے سے نقل کیا گیا ہے۔ ان معلومات سے یہ امر متبادر ہے کہ محمد ہاشم بن شیخ محمود بھی شاہ صاحب کے فیض یافتگان میں سے تھے۔

سندھ نژاد اہل علم کے ساتھ موجودہ صوبہ سرحد سے تعلق رکھنے والے شیخ محمد عمر پشاوری، شاہ محمد غوث (جو بعد میں لاہور منتقل ہو گئے اور لاہوری کی صفت نسبتی سے معروف ہوئے) اور سید نور شاہ افغانی بھی شاہ صاحب کے ساتھ سلسلہ مراسلت رکھتے تھے، اور ان کے نام شاہ صاحب کے چند مکتوبات محفوظ ہیں۔ (۲۰) شیخ محمد عمر پشاوری (۱۰۸۳-۱۱۹۰ھ) پشاور کے قریب موضع چکنی کے رہنے والے تھے۔ نقشبندی صوفی شیخ سعدی لاہوری اور ان کے خلیفہ حضرت شیخ محمد یحییٰ معروف بہ حضرت جی انگی سے بیعت تھے، اور آخر الذکر نے انہیں خلافت سے نوازا تھا۔ شیخ محمد عمر پشاوری کی اصلاحی و دینی سرگرمیوں میں ان کی فارسی، عربی

نیز پشتو زبان میں تصنیف و تالیف بھی شامل ہے۔ ان سے ”توضیح المعانی“ (پشتو، شرح خلاصہ کیدانی)، ”شائل نبوی“، ”نسب نامہ“ (پشتو)، ”شمس الہدیٰ“ اور سلسلہ نقشبندیہ کا تذکرہ ”نظاہر السرائر“ (فارسی) یادگار ہے۔ شیخ محمد عمر کے صاحبزادے محمدی میاں مولف ”مقاصد الفقہ“ و ”برہان الاصول“ (عربی) بھی بڑے فقیہ اور عالم تھے۔ (۲۱)

شاہ محمد غوث پشاوری ثم لاہوری (۱۰۸۴-۱۱۵۲ھ) ایک صاحب علم خانوادے کے چشم و چراغ تھے، اور خود بڑے پائے کے صوفی اور عالم تھے۔ اپنے والد سید حسن پشاوری سے قادری سلسلے میں مجاز بیعت تھے۔ ان کی علمی یادگاروں میں ”اسرار التوحید“ (عربی)، ”رسالہ اصول حدیث“ (عربی) ”شرح قصیدہ غوثیہ“ (فارسی) اور صحیح بخاری کی شرح ”شرح غوثیہ“ شامل ہیں۔ (۲۲)

پنجاب کے حاجی محمد سعید کا ذکر کیا جا چکا ہے جن سے شاہ صاحب نے ”جوہر خمسہ“ کی اجازت حاصل کی تھی، ایک اور عالم شیخ جارالله بن عبدالرحیم لاہوری ثم مدنی کا ذکر ملتا ہے جو شاہ صاحب کے مکتوب الیہ ہیں، اور جنہیں شاہ صاحب نے ۱۱۷۳ھ میں سند دی تھی۔ (۲۳) خواجہ خدا بخش ملتانی (۱۱۵۰-۱۲۵۳ھ) نے بھی ایک روایت کے مطابق شاہ صاحب سے اجازت حدیث حاصل کی تھی۔ (۲۴)

اس امر کا امکان ہے کہ شاہ صاحب سے مراسلت رکھنے والے ان اہل علم اور ان کے فیض یافتگان کے ذریعے شاہ صاحب کی کتابیں ان کے حین حیات پنجاب، سرحد اور سندھ کے علمی حلقوں میں متعارف ہوئیں، اور بعد ازاں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، نیز دوسرے ان بزرگوں کے ذریعے یہ روایت مضبوط تر ہو گئی جو ایک طرف شاہ صاحب کے خوشہ چین تھے، اور دوسری طرف انہوں نے پنجاب و سندھ کے اہل علم سے بھی استفادہ کیا تھا، مثال کے طور پر حاجی رفیع الدین خان مراد آبادی شاہ صاحب کے شاگرد تھے، اور انہوں نے سید شاہ محمد غوث پشاوری ثم لاہوری کا ذکر اپنے پیر و مرشد کے طور پر کیا ہے۔ (۲۵) ان بزرگوں کے علاوہ ماضی قریب میں فکر ولی الہی کو آگے بڑھانے میں جن اہل علم نے جہد و سعی کی، ان میں پنجاب کے مولانا عبید اللہ سندھی اور ان کے دامن ارادت و تلمذ سے وابستہ مولانا نورالحق علوی، شیخ بشیر احمد، پروفیسر محمد سرور، ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتہ،

مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی اور متعدد دوسرے افراد کا تعلق پنجاب و سندھ سے ہے، ان حضرات نے ماضی قریب میں شاہ صاحب کی تحقیقات کی فراہمی اور ان کی تحقیق و تعارف میں قابل قدر کام کیا ہے۔ اس طرح گزشتہ دو صدیوں میں شاہ صاحب کی تصنیفات کا ذخیرہ خطہ پاکستان کے کتب خانوں میں جمع ہوا، گو وقت کی غارت گری اور میراث مکتوب کی جانب ہماری عدم توجہی کے نتیجے میں لازماً اس ذخیرے کا ایک حصہ ضائع بھی ہوا، تاہم پاکستان کے کتب خانوں میں شاہ صاحب کی کتابوں کا قابل لحاظ ذخیرہ خطی صورت میں موجود ہے۔ ذیل میں پہلے شاہ صاحب کی ایک غیر مطبوعہ تصنیف، اور پھر قرآن، حدیث، فقہ و اصول فقہ، سیرۃ النبی، تاریخ اسلام، تصوف اور دوسرے علوم پر ان کی تصنیفات کے نسخوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

### ☆ الفضل الہمین فی المسلسل من حدیث النبی الامین (عربی)

اس رسالے کا ایک نسخہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری۔ پٹنہ کی زینت ہے جو شاہ صاحب کے ایک شاگرد شیخ محمد بن پیر محمد کا مکتوبہ ہے، اس نسخے کے آخر میں شاہ صاحب نے محرم ۱۱۶۰ھ میں کاتب کو اس رسالے کی روایت کی اجازت دی ہے۔ (۲۶) یہ رسالہ تا حال غیر مطبوعہ ہے۔ ”الفضل الہمین“ کا ایک نسخہ کتب خانہ مولوی محمد علی۔ مکھڑ (ضلع انک) میں محفوظ ہے۔ ۳۶ اوراق پر مشتمل یہ نسخہ ۱۱۹۵ھ میں لکھا گیا ہے۔ (۲۷)

### ☆ فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن (فارسی)

شاہ صاحب کے فارسی ترجمہ قرآن کے متعدد خطی نسخے دستیاب ہیں۔ ان میں سے ایک ادارہ تحقیقات اسلامی۔ اسلام آباد کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ یہ نسخہ عظمت اللہ بن حافظ لطف اللہ نامی کاتب نے ۱۱۷۲ھ میں تحریر کیا، اور سید نور شاہ نے شاہ صاحب کی زندگی کے آخری چار برسوں میں کسی وقت اس پر شاہ صاحب سے اجازت روایت حاصل کی۔ شاہ صاحب کے مکتوب الہیم میں ایک ”سید نور شاہ افغانی“ کا تذکرہ کیا جا چکا ہے، غالب گمان اس بات کا ہے کہ یہ اجازت ان ہی کے لیے لکھا گیا تھا۔ شاہ صاحب کے الفاظ ہیں:



بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد لله وحده اما بعد فقد سمع على طرفا من هذه الكتاب المسمى بفتح الرحمن في ترجمة القرآن صاحب هذه النسخة السيد نور شاه و اجزت له رواية سائره، وانا الفقير مولف الكتاب احمد المدعو بولى الله كان الله له فى الاول والاخرى والحمد لله.

”فتح الرحمن“ کے اس نسخے پر کاتب کی تحریر سے مختلف خط میں عربی اور فارسی میں بعض توضیحات حاشیے میں درج کی گئی ہیں۔ کیا یہ توضیحات اجازہ حاصل کرنے والے سید نور شاہ کے قلم سے ہیں؟ اور اگر یہ سید نور شاہ کی تحریر کردہ ہیں تو کیا یہ شاہ صاحب کے فکر سے مستفاد ہیں؟ یہ جملہ توضیحات ایک تیسرے سوادِ تحریر میں ”فتح الرحمن“ کے خاتے پر بطور ضمیمہ یک جا کر دی گئی ہیں۔ ”فتح الرحمن“ کے اس خطی نسخے میں، جو شاہ صاحب کی زندگی میں کتابت ہوا تھا، متداول مطبوعہ نسخے (مطبع ہاشمی۔ میرٹھ، ۱۲۸۵ھ) کے بعض نکات میں اضافے ہیں، اور بعض نکات صرف اس خطی نسخے ہی میں ہیں۔ اس لحاظ سے ”فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن“ کے کسی بھی جدید ایڈیشن کی تصحیح و تحقیق میں اس خطی نسخے سے استفادہ ناگزیر ہے۔ (۲۸)

”فتح الرحمن“ کا دوسرا خطی نسخہ اسلامیہ کالج، پشاور یونیورسٹی۔ پشاور کے ذخیرہ مخطوطات میں ہے۔ اس نسخے کے تعارف میں مولوی عبدالرحیم کلاچوی (م ۱۳۶۹ھ) نے ۸۵ برس پہلے لکھا تھا: ”فتح الرحمن مع دیباچہ و ضمیمہ مشتمل بر خصوصیات ترجمہ۔ یہ دیباچہ اور ضمیمہ نسخہ ہائے مطبوعہ میں نہیں پائے جاتے۔۔۔“ (۲۹) اس نسخے میں جس دیباچے کا ذکر کیا گیا ہے، وہ مطبع ہاشمی۔ میرٹھ (۱۲۸۵ھ) کی اشاعت میں شامل ہے، اور ضمیمہ سے مراد ”المقدمہ فی قوانین الترجمة“ ہے۔

جناب احمد منزوی نے مزید چھ نسخوں کا ذکر بایں تفصیل کیا ہے۔ (۳۰)

-- نسخہ کتب خانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ اسلام آباد، مکتوبہ ۱۲ ویں صدی ہجری۔

-- نسخہ دوم کتب خانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ اسلام آباد، مکتوبہ ۱۲ ویں صدی ہجری۔

-- نسخہ کتب خانہ محمد شفیع اللہ، بام خیل مردان، مکتوبہ ۱۲ ویں صدی ہجری، کاتب خواجہ محمد امین دہلوی۔

-- نسخہ کتب خانہ خانقاہ مہریہ۔ گولڑہ شریف (اسلام آباد)، مکتوبہ ۱۲۸۳ھ

-- نسخہ کتب خانہ پشاور یونیورسٹی۔ پشاور، مکتوبہ ۱۲۹۷ھ

-- نسخہ سوم کتب خانہ سخن بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ اسلام آباد، مکتوبہ ۱۳ ویں صدی ہجری (از سورة یسین یا سورة الاعلیٰ)

☆ المقدمہ فی قوانین الترجمة (فارسی)

”المقدمہ فی قوانین الترجمة“ کے ایک نسخے کا ذکر ”فتح الرحمن“ کے نسخے کے ساتھ کیا جا چکا ہے جو اسلامیہ کالج، پشاور یونیورسٹی۔ پشاور میں محفوظ ہے۔ ”المقدمہ“ کا ایک ایک نسخہ دارالدعوة السلفیہ۔ لاہور اور کتب خانہ خانقاہ مہریہ۔ گولڑہ شریف میں موجود ہے۔ (۳۱) ان تینوں نسخوں سے مختلف ایک اور نسخے کا عکس ڈاکٹر احمد خان کے ذاتی ذخیرہ کتب میں ہے۔ (۳۲)

☆ الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (فارسی)

اس متداول متن کے چار نسخے دستیاب ہیں۔ (۳۳)

-- نسخہ کتب خانہ ہمدرد۔ کراچی، مکتوبہ ۱۲ ویں صدی ہجری

-- نسخہ دوم کتب خانہ ہمدرد۔ کراچی (مجلد با ”فتح العزیز“)، مکتوبہ ۱۲۳۹ھ

-- نسخہ کتب خانہ مہریہ۔ گولڑہ شریف (اسلام آباد)، مکتوبہ ۱۲۸۳ھ

-- نسخہ کتب خانہ اسلامیہ کالج، پشاور یونیورسٹی۔ پشاور، بلا تاریخ

☆ فتح الجبیر فیما لابدمن حفظہ فی علم التفسیر (فارسی)

”فتح الجبیر“ گو الگ کتاب کی حیثیت سے معروف ہے، مگر اصلاً یہ ”الفوز الکبیر فی اصول التفسیر“ کا پانچواں باب ہے۔ ربیع الاول ۱۲۳۶ھ کا مکتوبہ ایک نسخہ قومی عجائب گمر۔ کراچی کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ (۳۳)

## ☆ المصنفی (فارسی)

موطا امام مالک کی شرح ”المصنفی“ کا مبیقہ شاہ صاحب کی رحلت کے بعد شاہ محمد عاشق پھلتی کی نگرانی میں تیار ہوا تھا، اس کی روداد مطبوعہ نسخے (مطبع فاروقی-دہلی، ۱۲۹۳ھ) کے آخر میں درج ہے۔ شاہ محمد عاشق کے تیار کردہ نسخے کی نقل پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے ذخیرہ شیرانی کی زینت ہے۔ (۳۵)

## ☆ عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید (عربی)

عقد الجید کا ایک نسخہ کتب خانہ اسلامیہ کالج-پشاور میں ہے، (۳۶) اور دوسرا کتب خانہ سندھ یونیورسٹی-جام شورو میں محفوظ ہے۔ آخر الذکر نسخہ عبدالکریم بن عثمان نوشہرائی سندھی نے ۱۲۹۶ھ میں کتابت کیا ہے۔ (۳۷)

## ☆ الانصاف فی بیان سبب الاختلاف (عربی)

اس کتاب کا ایک نسخہ اسلامیہ کالج پشاور میں ہے۔ (۳۸)

## ☆ حجۃ اللہ البالغہ (عربی)

حجۃ اللہ البالغہ کا ایک نہایت قیمتی نسخہ قومی عجائب گھر کراچی میں محفوظ ہے۔ قبل ازیں یہ نسخہ پیر محبت اللہ شاہ آف پیر جھنڈا کے کتب خانے کی زینت تھا۔ یہ نسخہ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی کی نظر سے گزرا ہے۔ ان کے الفاظ میں:

شاہ ولی اللہ صاحب کی وفات کے سات سال بعد اس کی کتابت ہوئی ہے اور کاتب کا نام محمود بن محمد ہے جو کہ سندھیوں کی ایک مشہور قوم پلچہ کا فرد ہے۔ اس نسخہ کی کتابت کی تاریخ بعد عشاء ۹ رجب ۱۱۸۳ھ بتائی گئی ہے۔ اس کی کتابت میں کاتب نے اپنے فن کتابت کا اس طرح مظاہرہ کیا ہے کہ اتنی ضخیم کتاب کو صرف ایک سو چوالیس ڈیڑھی سائز کے اوراق میں ختم کیا ہے اور لطف یہ ہے کہ تحریر بھی صاف ہے اور یہ نسخہ اعلیٰ درجہ کی صحت کا حامل ہے۔ کتاب کے آخر میں کاتب کی طرف سے یہ عبارت مسطور ہے: ”وقع الفراغ من تحریر

الحجۃ الباقیہ بعد العشاء لآخر لیلة الخمیس تاسع شہر رجب الفرد الحرام ۱۱۸۳ ثلاث  
و ثمانین و مائتہ بعد الالف من الهجرة علی صاحبها افضل الصلوات و اشرف التسلیمات  
علی ید اجرح العباد الی ربہ المعبود مسکین محمود بن محمد الملقب بالطاهر بن محمود پنجہ  
کھڈی عقی اللہ عنہ و رحمہ والدیہ و آباء مع المؤمنین۔ کھڈی حیدر آباد کے نواح  
میں کوئی گاؤں ہے۔ (۳۹)

### ☆ سرور المحردون فی ترجمۃ نور العیون (فارسی)

سیرۃ النبی کے موضوع پر اس مختصر سے کتابچے کے نسخے نسبتاً زیادہ دستیاب ہیں۔  
جناب احمد منزوی نے پندرہ نسخوں کی نشاندہی بایں تفصیل کی ہے۔ (۴۰)

- نسخہ کتب خانہ خلافت۔ ربوہ، مکتوبہ ۱۲ ویں صدی ہجری
- نسخہ کتب خانہ محمد اجمل چشتی فاروقی۔ چشتیاں (بہاول نگر)، مکتوبہ ۱۱۹۸ھ
- نسخہ کتب خانہ منشی عبدالقیوم۔ میردوال (شیخوپورہ)، مکتوبہ ۱۳ ذی الحجہ ۱۲۳۲ھ
- نسخہ کتب خانہ محمد اسماعیل نوشاہی اعظمی۔ مرید کے (شیخوپورہ) مکتوبہ ۱۲۳۱ھ
- نسخہ کتب خانہ قومی عجائب گھر۔ کراچی، مکتوبہ ۱۱ رمضان ۱۲۳۱ھ، کاتب شمس الدین  
کالموی۔

-- نسخہ کتب خانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ اسلام آباد، مکتوبہ ۷  
شعبان ۱۲۵۰ھ

-- نسخہ کتب خانہ نظامانیاں۔ ٹنڈو قیصر (حیدر آباد سندھ)، مکتوبہ ۱۲ رجب ۱۲۵۲ھ، کاتب  
عبدالغفار بن شیخ محمد

-- نسخہ دوم کتب خانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ اسلام آباد، مکتوبہ  
۱۲۶۳ھ

-- نسخہ کتب خانہ سید فقیر گل۔ مٹی (پشاور)، مکتوبہ ۱۲۶۳ھ

-- نسخہ کتب خانہ خواجہ نور احمد۔ بھکر، مکتوبہ ۱۲۶۳ھ

- نسخہ ذخیرہ آذر، پنجاب یونیورسٹی- لاہور، مکتوبہ ۶ رمضان ۱۲۶۵ھ، کاتب محمد مرتضیٰ شاہ آبادی
- نسخہ سوم کتب خانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان- اسلام آباد، مکتوبہ ۱۲۷۱ھ، کاتب غلام محی الدین
- نسخہ کتب خانہ افتخار احمد چشتی سلیمانی- فیصل آباد، مکتوبہ ۱۲۷۷ھ، کاتب احسن رضا بن محمد اعظم
- نسخہ سنٹرل لائبریری- بہاول پور، مکتوبہ ۱۳ویں صدی ہجری، کاتب فقیر نور محمد
- نسخہ کتب خانہ پروفیسر محمد سعید اختر- مرید کے (شیخوپورہ)، مکتوبہ ۱۲۹۳ھ، کاتب عزیز احمد بن احمد علی نقشبندی مجددی، مکتوبہ ۱۲۹۳ھ
- ”سرور المحردون“ کا ایک مزید نسخہ کتب خانہ القرشیہ- قلعدار (گجرات) میں ہے۔ (۴۱)
- ☆ ازالة الخفا عن خلافة الخلفاء (فارسی)

”ازالۃ الخفا“ کے تین نسخوں کی اطلاع جناب احمد منزوی نے دی ہے، (۴۲) ان میں سے دو کتب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان- اسلام آباد کی زینت ہیں، اور تیسرا نسخہ کتب خانہ نظامانیاں- ٹنڈو قیصر (حیدر آباد- سندھ) میں ہے۔ کتب خانہ گنج بخش کا ایک نسخہ تو ناقص الطرفین ہے، البتہ دوسرے نسخے کی اس لحاظ سے اہمیت ہے کہ اس پر لکھی گئی ایک یادداشت کے مطابق اس کا تین نسخوں سے مقابلہ کیا گیا ہے، اس کا سال کتابت ۱۲۴۹ھ ہے، یعنی شاہ صاحب کی رحلت سے کوئی ۷۳ برس بعد کتابت ہوا تھا۔ کتب خانہ نظامانیاں کا نسخہ خدایار بن محمد احمد نے ۱۲۶۲ھ میں کتابت کیا تھا۔

☆ القول الجمیل فی بیان سواہ السبیل (عربی)

”القول الجمیل“ کا ایک نسخہ پروفیسر محمد ایوب قادری- کراچی کے کتب خانے میں تھا جو خوبصورت نستعلیق میں لکھا گیا ہے، نسخے پر تاریخ کتابت درج نہیں، مگر کاغذ کی ساخت سے اندازہ ہوتا ہے کہ خاصا قدیم نسخہ ہے۔ (۴۳) دوسرا نسخہ، جو تیرہویں صدی کا مکتوبہ ہے، سندھ آرکائیوز- کراچی کی زینت ہے۔ (۴۴) تیرہویں صدی ہجری کے ایک پنجابی عالم محمد

اکمل بن محمد کامل ملتانی نے ”برائے آں کہ خاص و عام ازاں [القول الجلیل] بہرہ مند شوند  
 آں را بہ فارسی درآوردہ و در دہم ذی قعدہ ۱۲۳۳ھ [۱۸۲۸ء] بہ انجام رساندہ است۔“ اس  
 فارسی ترجمے کا خطی نسخہ سنٹرل لائبریری۔ بہاول پور میں محفوظ ہے۔<sup>(۳۵)</sup> پنجاب یونیورسٹی کے  
 ذخیرہ شیرانی میں ”قول جمیل“ کے ایک نسخے کا ذکر کیا گیا ہے،<sup>(۳۶)</sup> غالباً یہی فارسی ترجمہ  
 مراد ہے۔

### ☆ ہمعات (فارسی)

”ہمعات“ کا ایک نسخہ (مکتوبہ ۱۱ رجب ۱۲۰۶ھ) پنجاب یونیورسٹی کے ذخیرہ شیرانی میں  
 ہے۔<sup>(۳۷)</sup> دوسرا نسخہ پنجاب پبلک لائبریری میں محفوظ ہے۔<sup>(۳۸)</sup> ثانی الذکر نسخہ بہاول پور  
 میں معراج الدین احمد قادری نامی شخص نے ۱۳۰۰ھ میں کتابت کیا ہے۔ مولانا نور الحق علوی  
 نے ”ہمعات“ مرتب کرتے ہوئے اولیں اشاعت کے ساتھ پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور کے  
 مملوکہ ایک دوسرے نسخے سے استفادہ کیا تھا۔ ان کے تصحیح شدہ ”ہمعات“ میں درج ”خاتمہ  
 سخن“ کے مطابق:

نسخہ خطیہ مملوکہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری جسے سید سرفراز علی سندیلی [کذا،  
 سندیلوی] نے محرم الحرام ۱۳۰۱ھ میں ختم کیا، بے حد محرف و مسخ شدہ تھا۔ نسخہ  
 مطبوعہ گو اس سے کسی قدر بہتر تھا، مگر وہ بھی باوجود نادر الوجود ہونے کے اغلاط  
 سے پر تھا، اور تو اور کئی مقامات پر عبارات رہی ہوئی تھیں۔ ان ہر دو نسخوں کو  
 ملا کر میں نے ایک ایسا نسخہ مرتب کیا۔ جو باعتبار مجموعی ہر دو سے بدرجہا بہتر  
 ہے، گو اغلاط بعض مقامات پر رہ گئے ہیں، مگر بجز اللہ نسخہ منقطع بہا ہے۔<sup>(۳۹)</sup>  
 مولانا نور الحق علوی نے ”ہمعات“ کے اولیں مطبوعہ نسخے کے ساتھ جس خطی نسخے سے  
 استفادہ کیا ہے، مذکورہ بالا دونوں نسخے اس سے قدیم تر ہیں۔

### ☆ لمعات [لمحات] (فارسی)

”لمعات“ کا ایک نسخہ (بلا تاریخ کتابت) ذخیرہ شیرانی، پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور میں  
 ہے۔<sup>(۵۰)</sup>

## ☆ الطاف القدس فی معرفۃ لطائف النفس (فارسی)

”الطاف القدس“ کا بارہویں صدی ہجری کا مکتوبہ ایک نسخہ کتب خانہ سنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان- اسلام آباد میں ہے۔ (۵۱) مولانا عبدالحمید سواتی نے جب ”الطاف القدس“ کا متن اور اردو ترجمہ شائع کیا تو انہیں اولیں اشاعت (باہتمام مولوی سید ظہیر الدین احمد ولی اللہی، مع اردو ترجمہ) کے علاوہ کوئی خطی نسخہ دستیاب نہ ہو سکا کہ متن کا مقابلہ کر سکتے۔ (۵۲)

## ☆ تہمیمات الہیہ (عربی و فارسی)

”تہمیمات الہیہ“ کے تین نسخوں کی نشاندہی جناب احمد منزوی نے کی ہے۔ (۵۳) ان میں سے ایک ذخیرہ شیرانی، پنجاب یونیورسٹی- لاہور میں ہے جو شاہ صاحب کی زندگی میں ۱۳ جمادی الاول ۱۱۴۶ھ کو لکھا گیا تھا، اور لکھنے والے ”محمد عاشق“ ہیں۔ ممکن ہے یہ ”محمد عاشق“ شاہ صاحب کے مسترشد اور برادر نسبتی محمد عاشق پھلتی ہوں۔ دوسرے دو نسخے خلافت لائبریری ربوہ میں محفوظ ہیں۔ (۵۴) ان میں سے ایک ناقص الاول ہے اور دوسرا عبدالعزیز ساکن [کوٹ] بھوانی داس نے کوٹ قاضی [نزد گورنوالہ] میں ۲۳ رجب ۱۳۰۹ھ کو مکمل کیا تھا۔

## ☆ کشف الغین فی شرح رباعین (فارسی)

خواجہ محمد باقی باللہ (م ۱۰۱۲ھ) کی دو رباعیوں کی شرح یعنی ”کشف الغین“ کے ایک نسخے کا ذکر کیا جا چکا ہے جو شاہ صاحب کے فیض یافتہ محمد ہاشم بن شیخ محمود تھوی نے شاہ صاحب کے نسخے سے نقل کیا تھا۔ دوسرا نسخہ پروفیسر مولوی محمد شفیع کے ذخیرہ نوادر میں شامل تھا۔ (۵۵) یہ آخر الذکر نسخہ لکھنؤ میں ۱۲۵۳ھ میں لکھا گیا ہے۔

## ☆ ہوامح (فارسی)

ابوالحسن شاذلی کی معروف کتاب ”حزب البحر“ کی شرح ”ہوامح“ کے حسب ذیل پانچ نسخوں کی نشاندہی جناب احمد منزوی نے کی ہے۔ (۵۶)

- نسخہ کتب خانہ مولانا محمد علی۔ مکھڑ (انک)، مکتوبہ ۱۲۶۰ھ، کاتب ہدایت اللہ پشاوری
- نسخہ کتب خانہ فخر الاطباء۔ بدولہی (سیالکوٹ)، مکتوبہ ۲۳ رجب ۱۲۶۰ھ
- نسخہ مدرسہ علوم الرضی۔ بھلوال (سرگودھا)، مکتوبہ ۱۲۶۱ھ
- نسخہ دوم کتب خانہ مولانا محمد علی۔ مکھڑ (انک)، مکتوبہ تیرہویں صدی ہجری
- نسخہ کتب خانہ نصیر احمد۔ سندھواں تارڑ (گوجرانوالہ)، مکتوبہ تیرہویں صدی ہجری
- ایک اور نسخہ جو پنجاب کے ایک بلند پایہ عالم حافظ نور الدین چکوڑوی (م ۱۳۰۲ھ) کا مکتوبہ ہے، کتب خانہ القرشیہ۔ قلعدار (گجرات) میں محفوظ ہے۔ (۵۷)

### ☆ مقالة المرضیه [الوضیہ] فی العصیہ والوصیة (فارسی)

- ”مقالة المرضیه [الوضیہ]“ کے جو ”وصیت نامہ“ کے نام سے زیادہ معروف ہے، آٹھ نسخوں کی اطلاع جناب احمد منزوی نے بایں تفصیل دی ہے۔ (۵۸)
- نسخہ کتب خانہ انجمن ترقی اردو پاکستان۔ کراچی، مکتوبہ ۱۲۰۱۲ ویں صدی ہجری
- نسخہ قومی عجائب گھر۔ کراچی، مکتوبہ ۱۱ رمضان ۱۲۴۱ھ، کاتب شمس الدین
- نسخہ کتب خانہ افتخار احمد چشتی سلیمانی۔ فیصل آباد، مکتوبہ ۱۲۷۸ھ، کاتب غلام محمد عباس نگری
- نسخہ کتب خانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ اسلام آباد، مکتوبہ ۱۲۸۱ھ
- نسخہ کتب خانہ مدرسہ العلوم الشرعیہ۔ بھل (بھکر)، مکتوبہ ۳ رجب ۱۲۹۱ھ
- نسخہ کتب خانہ فخر الاطباء۔ بدولہی (سیالکوٹ)، مکتوبہ ۱۳ ویں صدی ہجری، کاتب حمایت الاسلام بن شیخ محمد رحمت

- نسخہ مملوکہ احسان دانش۔ لاہور، مکتوبہ ۱۴ ویں صدی ہجری
- نسخہ کتب خانہ مجددیہ۔ لنڈ ٹاؤن (جہلم)، مکتوبہ ۱۴ ویں صدی ہجری
- ”مقالة المرضیه“ کا ایک اور نسخہ کتب خانہ القرشیہ۔ قلعدار (گجرات) میں معروف عالم دین حافظ نور الدین چکوڑوی کا مرقومہ محفوظ ہے۔ (۵۹)

### ☆ رسالہ دانش مندی (فارسی)

”رسالہ دانش مندی“ کے ان دو نسخوں کے بارے میں اطلاع ہے۔ (۶۰)



-- نسخہ مملوکہ خلیل الرحمن داؤدی، لاہور، مکتوبہ ۱۲۸۸ھ

-- نسخہ کتب خانہ مدرسۃ العلوم الشرعیہ۔ بھل (بھکر)، مکتوبہ ۵ رجب ۱۲۹۱ھ

☆ صرف میر (منظوم)

میر سید شریف جرجانی کے متداول درسی متن ”صرف میر“ کو شاہ صاحب نے نظم کا جامہ پہنایا تھا۔ یہ منظومہ مطبع محمدی۔ لاہور سے غالباً پہلی بار شائع ہوا تھا، اور اس کا متن غالباً لاہور کے کسی صاحب علم کے ہاں موجود خطی نسخے پر مبنی تھا۔ ”صرف میر“ کی ایک اشاعت صوفی عبدالحمید سواتی کی کوششوں سے بھی شائع ہوئی ہے (گوجرانوالہ، ۱۳۹۷ھ)۔

”صرف میر (منظوم)“ کے اسی سے زائد نسخوں کا اندراج جناب احمد منزوی نے کیا ہے۔ (۶۱)

آخر میں بعض ان تصنیفات کے خطی نسخوں کا ذکر کیا جاتا ہے، جن کے بارے میں فہرست نگاروں نے اس گمان کا اظہار کیا ہے کہ یہ شاہ صاحب کی تخلیقات ہو سکتی ہیں، یا کوئی تصنیف ان کے نام سے معروف ہے، گو اس کا انتساب ان کی جانب درست نہیں۔

”مکتوبات شاہ ولی“ کے نام سے ایک خطی نسخہ پنجاب یونیورسٹی کے ذخیرہ شیرانی میں محفوظ ہے۔ (۶۲) اس میں شامل بعض مکتوبات ۱۱۲۹ھ اور ۱۱۳۱ھ کے مرقومہ ہیں۔ احمد منزوی نے قیاساً لکھا ہے کہ شاید شاہ صاحب کے ہیں۔ (۶۳) سندھی ادبی بورڈ۔ جام شورہ کے کتب خانے میں ایک بیاض پر مفتی سید عبدالفتاح حسینی قادری معروف بہ مولوی میر اشرف علی گلشن آبادی (جن کا تذکرہ مولوی رحمان علی نے لکھا ہے) (۶۴) کے پوتے سید بشیر الدین احمد نقوی کی یہ تحریر ہے: ”اس کتاب از دست محدث دہلوی گزشتہ و بایں فقیر رسیدہ است فالحمد للہ فقیر بشیر الدین عفی عنہ“۔ فہرست نگار کے مطابق ”یہ محدث دہلوی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۰۵۲م) تو ہرگز نہیں ہو سکتے، البتہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶م) کے امکان پر غور کیا جا سکتا ہے۔“ (۶۵)

کتب خانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی، ایران و پاکستان۔ اسلام آباد میں ”اثبات اشارہ در نماز“ کے نام سے ایک نسخہ (مکتوبہ ۱۲۸۲ھ) ہے جس کے ترقیے میں اسے شاہ صاحب کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ (۶۱) ”خلاصہ کیدانی“ کے مصنف نے تشہد میں اشارہ سبابہ کو غلط قرار دیا ہے، اور اس کے زیر اثر بعض احناف نے سخت رویہ اختیار کیا ہے، حضرت مجدد الف ثانی بھی ان بزرگوں میں شامل ہیں، تاہم دوسرے اہل علم نے اس عمل کو سنت صحیحہ سے ثابت قرار دیا ہے۔ غالباً شاہ صاحب بھی اشارہ سبابہ کے قائل تھے۔

”بلاغ المبین“ (اولیں اشاعت، مطبع محمدی۔ لاہور، ۱۳۰۷ھ) شاہ صاحب کی جانب منسوب ایک مختصر متن ہے، اسے بعض اہل قلم نے جعلی اور وضعی قرار دیا ہے۔ (۶۷) ۱۱۶۶ھ کی یہ تالیف (ازخرد گفتیم کہ تاریخش بگو۔ فی البدیہ نامش بگو) کا ایک نسخہ کتب خانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ اسلام آباد میں محفوظ ہے۔ (۶۸)

### حواشی اور حوالے

- ۱۔ شاہ ولی اللہ اکیڈمی۔ حیدر آباد سندھ (قائم شدہ ۱۹۶۳ء) اور شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ دو نمایاں ادارے ہیں۔
- ۲۔ سید عبداللہ کے والد میر بہادر علی حسینی کے احوال کے لیے دیکھیے: سید محمد، ارباب نثر اردو، لاہور: مکتبہ معین الادب، ۱۹۵۰ء، صفحات ۱۱۱-۱۲۶، محمد یحییٰ تنہا، سیر المصطفین، لاہور: شیخ مبارک علی، ۱۹۳۸ء، صفحات ۷۶-۸۱، حامد حسن قادری، داستان تاریخ اردو، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۶۶ء، صفحات ۱۲۳-۱۲۸

سید محمد مولف ”ارباب نثر اردو“ نے سید عبداللہ کو میر بہادر علی حسینی کا والد قرار دیا ہے۔ یہی غلطی محمد یحییٰ تنہا اور حامد حسن قادری نے دہرائی ہے۔ سید عبداللہ کے لیے دیکھیے: غلام رسول مہر، جماعت مجاہدین، لاہور: کتاب منزل، ۱۹۵۵ء، ص ۲۸۷، عبدالعلیم چشتی، ”سید احمد شہید کی اردو تصانیف“ و ”اردو ادب پر ان کی تحریک کا اثر۔۔۔۔۔“، کراچی: الرحیم اکیڈمی، ۱۹۸۶ء، صفحات ۲۸-۳۲ (حاشیہ)، محمد ایوب قادری، اردو نثر کے ارتقاء میں علماء کا حصہ، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۸۸ء، صفحات ۱۹۷-۲۲۸

- ۳- مطبع صدیقی- بریلی کی مطبوعات اور بانی مطبع کے احوال و آثار کے لیے دیکھیے: محمد ایوب قادری، محمد احسن نانوتوی، کراچی: روڈیل کنڈلریری سوسائٹی، ۱۹۶۶ء
- ۴- مولوی سید ظہیر الدین احمد ولی اللہی کے لیے دیکھیے: محمود احمد برکاتی، شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، لاہور: تخلیق مرکز، ۱۹۷۶ء، صفحات ۱۷۷-۱۹۸
- ۵- ”فتح الجبیر“ کا یہ نسخہ ہم دست نہیں ہو سکا، یہ اطلاع محمود احمد برکاتی نے دی ہے۔ دیکھیے: حوالہ مذکورہ، ص ۷۲
- ۶- کتاب کے خاتمہ المطبع کے لیے دیکھیے: محمد ایوب قادری، محمد احسن نانوتوی، حوالہ مذکورہ، ص ۱۳۴
- ۷- ایضاً، ص ۱۳۵۔ مولانا محمد احسن نے کتاب کے خاتمہ المطبع میں لکھا ہے: ”باوجود تلاش کثیر صرف یہ نسخہ ہم شدہ ہوا۔۔۔۔۔۔ ہر چند ہر نسخہ مملو از اغلاط ہوا مگر بمقابلہ یک دگر حق صریح اکثر ظاہری شدہ و انجا کہ ہر نسخہ در غلطی موافق ہوا رجوع بکتب دیگر کردہ می شدہ آید اگر کتب دیگر ہم نشانے ہم رسید چیزے از محو و اثبات بعلم آوردہ شد و اکثر جا از تصرف خود بر حاشیہ اطلاع کردہ ام۔“
- ۸- محمود احمد برکاتی، حوالہ مذکورہ، ص ۷۴
- ۹- شاہ ولی اللہ، فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن، میرٹھ: مطبع ہاشمی، ۱۳۸۵ھ
- ۱۰- مفتی غلام سرور لاہوری، حدیقتہ الاولیاء (تحقیق و حواشی محمد اقبال مجددی)، لاہور: اسلامک بک فاؤنڈیشن، صفحات ۲۰۰-۲۰۳
- ۱۱- شاہ ولی اللہ، الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، دہلی: مطبع احمدی، ۱۳۱۱ھ
- ۱۲- محمد عاشق پھلتی، القول الجلی فی ذکر آثار الولی، دہلی: حضرت شاہ ابوالخیر اکادمی، سن-ن، ص ۲۹
- ۱۳- ایضاً، ص ۳۹
- ۱۴- ایضاً، ص ۸۳، ص ۸۸
- ۱۵- مخدوم محمد معین تحوی سندھی کے احوال و آثار میں بہت کچھ لکھا گیا ہے، اور ان کی بعض کتب مناسب تحقیق و ترتیب کے ساتھ شائع ہوئی ہیں۔ ان کی حیات و آثار کے لیے دیکھیے: مخدوم محمد ابراہیم ظلیل، تذکرہ سلسلہ مقالات اشعراء (تصحیح و حواشی سید حسام الدین راشدی)، کراچی: سندھی ادبی بورڈ، ۱۹۵۸ء، صفحات ۲۳۱-۲۳۵، عبدالرشید نعمانی، مقدمہ ”دراسات الملیب“، حیدرآباد: سندھی ادبی بورڈ، ۱۹۵۷ء

۱۶۔ غلام مصطفیٰ قاسمی، ”علمائے سندھ اور شاہ ولی اللہ کے علمی روابط“، ماہنامہ ”الرحیم“ (حیدرآباد-سندھ)، دسمبر ۱۹۶۳ء، صفحات ۱۹-۲۹

۱۷۔ شاہ ولی اللہ، مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی، (ترتیب، تحقیق و تعلق محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی)، لاہور: المکتبۃ الشافیہ، ۱۹۸۳ء، صفحات ۱۶-۲۳، مزید مکتوبات کے لیے دیکھیے: شاہ ولی اللہ، نادر مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی (تحقیق و ترجمہ نسیم احمد فریدی)، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۱ء، متعلقہ صفحات۔

۱۸۔ سند کے لیے دیکھیے: شاہ ولی اللہ، التعمیسات الہیہ، جلد اوّل، ڈابھیل: مجلس علمی، ۱۹۳۶ء، صفحات ۱۰۲-۱۰۴

۱۹۔ سید عارف نوشاہی، فہرست نسخہ حای خطی فارسی موزہ ملی پاکستان-کراچی، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۸۳ء، ص ۲۵۳

۲۰۔ غلیق احمد نظامی، شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، لاہور: ادارہ اسلامیات، ۱۹۷۸ء، نیز شاہ ولی اللہ، نادر مکتوبات شاہ ولی اللہ، حوالہ مذکورہ۔

۲۱۔ شیخ محمد عمر پشاور کے احوال و آثار کے لیے دیکھیے: محمد امیر شاہ قادری، تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، پشاور: عظیم پبلشنگ ہاؤس، س-ن، ۹۲-۱۰۰

۲۲۔ شاہ محمد غوث پشاوری ثم لاہوری کے احوال کے لیے دیکھیے: پیام شاہجہاں پوری، تذکرہ شاہ محمد غوث، لاہور: اشاعت منزل، ۱۹۶۵ء، محمد امیر شاہ قادری، حوالہ مذکورہ، صفحات ۷۴-۹۱

۲۳۔ یہ اجازہ ”المسوی“ (مطبوعہ مکہ معظمہ) میں شائع ہوا ہے۔

۲۴۔ اختر راہی، تذکرہ علمائے پنجاب، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۷۸ء، صفحات ۱۷۱-۱۷۳

۲۵۔ دیکھیے: حاجی رفیع الدین خان فاروقی مراد آبادی، پونے دو صدی پیشتر کی ایک تاریخی دستاویز یعنی ہندوستان کا سب سے پہلا سفرنامہ حجاز، (مرتبہ نسیم احمد فاروقی)، لکھنؤ: کتب خانہ الفرقان، ۱۹۶۱ء

۲۶۔ مسعود عالم ندوی، ”عکس تحریر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی“، ماہنامہ ”الفرقان“ (بریلی)، شاہ ولی اللہ نمبر، صفحات ۲۲۷-۲۲۸

۲۷۔ نذر صابری، نوادرات علیہ انگ، کیمبل پور (انگل): مجلس نوادرات علیہ، ۱۹۶۳ء، ص ۳۳۵ احمد خان فہرس المخطوطات العربیہ الاسلامیہ فی پاکستان، رباط: المصلیٰ الاسلامیہ للترتیب و العلوم و الثقافت، ۱۹۹۷ء

الجزء الاوّل، صفحات ۱۵۶-۱۵۷۔ جناب نذر صابری نے خطی نسخے کا سال کتابت ۱۱۵۵ھ درج کیا

ہے، جب کہ جناب احمد خان نے ۱۱۹۵ھ لکھا ہے۔

۲۸۔ اس خطی نسخے کے جملہ حواشی جناب احمد خان نے شاہ صاحب کی اہم تحریر ”المقدمہ فی قوانین الترجمة“ کی تصحیح و تحقیق متن کے ساتھ مرتب کر دیے ہیں، دیکھیے: جناب احمد خان کی کاوش ”ترجمہ قرآن کریم میں شاہ ولی اللہ کے اصول و منابع“، خدا بخش لائبریری جرنل (پٹنہ)، مارچ ۱۹۹۹ء، صفحات ۳۲-۶۳

۲۹۔ عبدالرحیم، لباب المعارف العلمیہ فی مکتبہ دارالعلوم الاسلامیہ، آگرہ: مطبع آگرہ اخبار، ۱۹۱۸ء، ص ۱۳

۳۰۔ احمد منزوی، فہرست مشترک نسخہ حای خطی فارسی پاکستان، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۸۳ء، جلد اول، صفحات ۶۱-۶۲

۳۱۔ ایضاً، ص ۱۶۲

۳۲۔ احمد خان، ”ترجمہ قرآن کریم میں شاہ ولی اللہ کے اصول و منابع“، حوالہ مذکورہ، ص ۶

۳۳۔ احمد منزوی، حوالہ مذکورہ، جلد اول، ص ۱۶۲

۳۴۔ سید جارف نوشاہی، حوالہ مذکورہ، ص ۲۳

۳۵۔ محمد بشیر حسین، فہرست مخطوطات شیرانی، لاہور: ادارہ تحقیقات پاکستان، دانش گاہ پنجاب، ۱۹۶۹ء، جلد دوم، ص ۳۰۳، نیز ص ۴۰۹

۳۶۔ عبدالرحیم، حوالہ مذکورہ، ص ۱۳۶

۳۷۔ نجم الاسلام، ”ذخیرہ حکیم شمس الدین احمد حیدر آبادی مخزونہ مرکزی کتاب خانہ جامعہ سندھ“، مجلہ ”تحقیق“ (جام شورہ-سندھ)، شمارہ ۲ (۱۹۹۰ء)، صفحات ۱۷-۱۸

۳۸۔ عبدالرحیم، حوالہ مذکورہ، ص ۱۳۶

۳۹۔ غلام مصطفیٰ قاسمی، ”شاہ ولی اللہ کی تالیفات پر ایک نظر“، ماہنامہ ”الرحیم“ (حیدر آباد-سندھ)، جون ۱۹۶۶ء، ص ۳۶

۴۰۔ احمد منزوی، حوالہ مذکورہ، جلد دہم، صفحات ۳۰۷-۳۰۷

۴۱۔ ہجرۃ کونسل، کتب خانہ القرشیہ-قلندار [ہجرات]، ”کتاب دوست“ (اسلام آباد)، شمارہ ۲ (رمضان ۱۴۰۶ھ)، صفحات ۱۰۵-۱۰۶

۴۲۔ احمد منزوی، حوالہ مذکورہ، جلد دوم، صفحات ۱۰۲۷-۱۰۲۸، جلد دہم، صفحات ۳۰۷-۳۰۸

۳۳۔ شاہ الحق، ”کراچی کے دو نجی کتب خانے“، سہ ماہی ”الزیر“، (بہاول پور)، کتب خانہ نمبر، ۱۹۶۷ء، ص ۳۱۱

۳۴۔ سید خضر نوشاہی، فہرست مخطوطات و کتر نبی بخش بلوچ مخزنہ سندھ آرکائیوز۔ کراچی، مجلہ ”تحقیق“ (جام شورہ۔ سندھ)، شمارہ ۱۲-۱۳ (۹۹-۱۹۹۸ء)، ص ۸۵۱

۳۵۔ احمد منزوی، حوالہ مذکورہ، جلد سوم، صفحات ۱۷۸۲-۱۷۸۳

۳۶۔ محمد بشیر حسین، حوالہ مذکورہ، جلد دوم، ص ۲۳۹

۳۷۔ ایضاً، جلد دوم، ص ۲۲۳

۳۸۔ منظور احسن عباسی، تفصیلی فہرست مخطوطات فارسیہ پنجاب۔ پبلک لائبریری۔ لاہور، لاہور: پنجاب پبلک لائبریری، ۱۹۶۳ء، صفحات ۱۰۵-۱۰۶

۳۹۔ شاہ ولی اللہ، ہمععات (صحیح و تحشیہ نورالحق علوی، غلام مصطفی قاسمی)، حیدر آباد سندھ: اکادمیہ اشاہ ولی اللہ دہلوی، ۱۹۶۳ء، ص ۱۳۵

۵۰۔ محمد بشیر حسین، حوالہ مذکورہ، جلد دوم، ص ۲۲۳۔ احمد منزوی، حوالہ مذکورہ، جلد سوم، ص ۱۸۳۹

۵۱۔ احمد منزوی، حوالہ مذکورہ، جلد چہارم، ص ۲۲۳۱

۵۲۔ شاہ ولی اللہ، الطاف القدس فی معرفتہ انفس، گوجرانوالہ: ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نھرۃ العلوم، ۱۹۶۳ء، ص ۵

۵۳۔ احمد منزوی، حوالہ مذکورہ، جلد سوم، ص ۱۳۵۷

۵۴۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے حیرتکاروں کے مرکز ربوہ کے کتب خانے میں شاہ صاحب کی کتابوں کی موجودگی کے ممکنہ اسباب میں ایک سبب یہ ہے کہ مرزا صاحب کے پہلے جانشین مولوی نور الدین بھیرودی کو شاہ صاحب کی کتابوں کی تلاش رہتی تھی۔ شاہ محمد سلیمان پھلواروی (م ۱۳۵۴ھ) کے نام مولوی صاحب کے دو خط ملتے ہیں۔ ۸ اپریل ۱۹۱۰ء (۱۳۲۸ھ) کے پہلے خط میں مولوی صاحب نے لکھا ہے: ”اس خاکسار کو تمہیں شاہ ولی اللہ دہلوی کا شوق ہے اور مختلف امکان سے اس کے اجزاء مجھے میسر آئے۔۔۔ سید محمد حسن وزیر اعظم پیالہ، مولوی عبدالعزیز ساکن کوم لدھیانہ، سید احمد ولی اللہی دہلوی سے، مگر پھر بھی کتاب پوری نہ ہوئی۔ خاکسار نے سید نورالحسن خان بالقابہ کو عریضہ لکھا اور انہوں نے ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا الاستاذ شاہ سلیمان پھلواروی کے پاس کمال نسخہ ہے، اس

لیے یہ عریضہ پیش خدمت کر کے امیدوار ہوں۔ کتاب کو اس طرح کمال کروں یا تو حضرت کے خدام میں کوئی کاتب ہو اور وہ لکھ دے یا حضور مجھ ہیچ میرز پر اعتماد فرمادیں۔۔۔ یا کوئی اور تدبیر حضور کریں۔۔۔ (ماہنامہ ”مہر نیروز“۔ کراچی، اختر اور یزوی نمبر، ۱۹۷۷ء، ص ۱۹)۔

شاہ محمد سلیمان پھلواروی نے ”تہمات الہیہ“ کا نسخہ مولوی نور الدین کو بھیج دیا۔ دوسرے خط میں مولوی نور الدین نے شاہ صاحب کی ایک دوسری کتاب ”خیر کثیر“ کے بارے میں لکھا: ”خیر کثیر شاہ ولی اللہ کا شوق تھا، مگر کسی نے مجھے رویا میں کہا، خیر کثیر ہندوستان میں نہیں۔ ہندوستان کا لفظ علم رویا میں وسیع معنی رکھتا ہے، دعوہ علم الکتاب، پھر ممکن ہے کہ خیر کثیر کے معنی وسیع ہوں۔“ (حوالہ مذکورہ)

ممکن ہے کہ ”تہمات الہیہ“ کے نسخے مولوی نور الدین کے ذخیرہ کتب کا حصہ رہے ہوں، اور آج ربوہ میں محفوظ ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مولانا عبید اللہ سنگھ کے ہم ذوق شاگرد مولوی نور الحق علوی کی رحلت پر ان کا کتب خانہ خلافت لاہوری۔ ربوہ نے خرید لیا تھا۔ شاید شاہ صاحب کی کتابوں کے خطی نسخے اس راستے سے ربوہ پہنچ گئے ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۵۵۔ احمد منزوی، حوالہ مذکورہ، جلد سوم، ص ۱۷۹۳

۵۶۔ ایضاً، جلد سوم، ص ۲۱۳۰

۵۷۔ ہجرۃ کونسل، حوالہ مذکورہ، ص ۳۳

۵۸۔ احمد منزوی، حوالہ مذکورہ، جلد چہارم، ص ۲۳۶۳

۵۹۔ ہجرۃ کونسل، حوالہ مذکورہ، ص ۳۳

۶۰۔ احمد منزوی، حوالہ مذکورہ، جلد یازدہم، صفحات ۹۷۲-۹۷۳

۶۱۔ ایضاً، جلد بیزدہم، صفحات ۲۵۸۸-۲۵۸۹

۶۲۔ محمد بشیر حسین، حوالہ مذکورہ، جلد دوم، ص ۲۵۳

۶۳۔ احمد منزوی، حوالہ مذکورہ، جلد سوم، ص ۲۰۲۰

۶۴۔ رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند (مترجمہ محمد ایوب قادری)، کراچی: پاکستان ہسٹوریکل سوسائٹی، ۱۹۶۱ء،

۶۵۔ نجم الاسلام، ”سندھی ادبی بورڈ کے مخطوطات“، ”تحقیق“ (جام شورہ- سندھ)، شمارہ ۵ (۱۹۹۱ء)،  
ص ۷۸

۶۶۔ احمد منزوی، حوالہ مذکورہ، جلد چہارم، ص ۳۸۲

۶۷۔ وکیل احمد سکندر پوری، وسیلہ جلیلیہ، لکھنؤ: مطبع یوسنی، س-ن، ص ۲۳۔ محمد ایوب قادری، مقدمہ ”مجموعہ  
وصایا اربعہ“، حیدرآباد سندھ: اکادمیۃ الشاہ ولی اللہ الدہلوی، ۱۹۶۳ء، صفحات ۲۸-۳۰

۶۸۔ احمد منزوی، حوالہ مذکورہ، جلد دوم، ص ۱۰۳۹

